سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب

# استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات

(۱)

نحمده ونصلى على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم قال الله عزوجل ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون O نحن اولياء كم فى الحيوة الدنيا وفى الاخرة ولكم فيها ما تشتهى انفسكم ولكم فيها ما تدعون O نزلا من غفور رحيم (حم سجده)

ترجمہ: تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے (اور) پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا' ہم تمہارے دوست (رفیق) دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں (یعنی جنت میں) موجود ہے جو تمہارا نفس چاہے اور تمہارے لئے (ہر وہ شی ہے) جو کچھ مانگو (تمہارے لئے) مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

**توحید ورسالت کی شہادت:** محترم سامعین جس انسان نے دل وزبان سے یہ گواہی دی کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے یعنی وہ ایک ہی ہے اس کے ساتھ عبادت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں' صرف اور صرف وہی عبادت کے لائق اور معبود ہے' اس کی عبادت اور خدائی میں کوئی شریک نہیں۔ وہی ذات اقدس ہر چیز کا مالک' خالق رب العالمین ہے۔ سارے جہاں میں اسی کا حکم چلتا ہے' درخت کا ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرسکتا اور رحمۃ دو عالم سرور کائنات محمد الرسول ﷺ اس کے آخری رسول ہیں' انکی آمد کے بعد کوئی رسول یا نبی قیامت تک آنے والا نہیں۔ اور پھر اسی عقیدہ پر موت تک قائم ودائم رہے۔

**اوامر ونواہی کی پابندی:** اللہ نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا اور جن گناہوں سے احتراز کا فرمایا' عمل کیا تو صرف اس کی رضا اور خوشنودی کے لئے اگر برے کاموں سے اپنے کو بچایا تو صرف اللہ کے حکم کی تابعداری کے لئے۔

**استقامت واستقلال:** اسی صراط مستقیم پر چلنے کے اس راہ میں جو تکالیف' رکاوٹیں پیش آئیں' اسی جذبہ ایمان سے لیس ہوکر سب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کسی موقع پر ارادہ عزم میں لغزش نہ آئی۔ آیت کریمہ میں لفظ استقامت آیا ہے جس کے معنی جس بات کو حق سمجھا جائے اس پر ڈٹ کر قائم رہنے کے ساتھ ہر قسم مصائب سے نمٹا جائے۔ دنیوی امور میں اگر فرد ارادہ کرے کہ مجھے ڈاکٹر یا انجینئر بننا ہے تو انجینئری اور ڈاکٹری کوئی تر نوالہ نہیں کہ منہ میں ڈال کر ڈاکٹر یا انجینئر بن جائے گا' بلکہ اس ارادہ کے راستہ میں بے شمار مشکل مراحل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر درمیان

میں ہمت ہار کر شکست وریخت کا شکار ہو جائے تو عزم وارادہ میں ناکامی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اگر استقامت' استقلال اور ہمت سے تکالیف برداشت کرے' کسی موقع پر اپنے مدعا سے انحراف نہ کرے

**کامیابی کا راز:** تو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر کے جو فوائد اس کے ذہن میں ہوتے ہیں' سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ بغیر استقامت کے نہ دین کا کوئی کام ہو سکتا ہے نہ دنیا کا۔ مقصد میں کامیابی کا سب سے بڑا اور واحد ذریعہ اپنے اقرار پر ثابت قدم رہنا ہے۔ جسے استقامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دین کے جن بعض اہم عقائد کا میں نے ذکر کیا ان پر جم کر رہنے والوں کے لئے آیت مذکورہ میں رب کائنات نے مژدہ سنایا ہے۔

**اسلاف امت کی قربانیاں:** ہمیں تو لاحاصل اور بے فائدہ قصوں اور واقعات کو سننے اور پڑھنے سے فراغت نہیں کہ ہمارے مقتدیٰ انبیاء صحابہ تابعین' صلحائے امت اور علماء نے اس دین حقہ پر قائم ودائم رہنے کے لئے ان کو مختلف الاقسام آگ وخون کے دریاؤں سے گزرنا پڑا۔ کسی موقع پر بھی ان کی عزم سلیم میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ ان کے واقعات وحالات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے لئے عبرت کا سامان پیدا کریں۔ تاکہ سچ اور حق راستے سے ہٹنے کا تصور بھی نہ کریں۔ دنیا دائمی سکون' راحت اور اطمینان کی جگہ نہیں۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ اس دار فانی میں مشکلات وپریشانیوں کا نزول ورود ہوتا ہی ہے۔ یہ عالم امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے جو فرد اس دنیا کی آزمائش وامتحان سے سرخرو ہو کر نکلا ہے' پھر آگے عالم میں اس کے مزے ہی مزے ہیں' جو یہاں مستقل مزاجی اور پامردی کا ثبوت نہ دے۔ اس کی کامیابی کا خواب اس کے لئے صرف سراب کی حیثیت حاصل کر کے ناکامی' اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

**راہ حق کے داعی:** محترم ومعزز دوستو! انبیاء وصحابہ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے جنہوں نے ہر وقت ایثار' استقامت کا مجسمہ بن کر اسلام دشمنوں کے ظلم وجبر کو شکست دی ان کے قلوب میں لحہ بھر کے لئے بھی راہ حق کو چھوڑنے کا خیال تک نہ آیا' سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی بعثت جس دور اور جن حالات میں ہوا' وقتاً فوقتاً آپ سنتے رہے ہیں۔ ماحول بت پرستی اور ستارہ پرستی کی آلودگی سے بھرا پڑا تھا۔ حاکم بھی نمرود جیسا ظالم' اخلاق وشرافت کا نام تو اس کی ڈکشنری میں موجود ہی نہ تھا۔ اللہ کو وحدہ لاشریک سمجھنے والا اس بدبخت کے نزدیک انسانوں میں شمار ہی نہ تھا ایسے وقت راہ حق کا نعرہ بلند کرنے کیلئے اور وحدہ لاشریک کا نام لینا بھی نمرود کے قہر وجبر اور اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی نہ صرف بت تراش بلکہ بتوں کو بت پرستوں کے مہیا کرنے کا بیوپاری اور نمرود کے کفر وشرک پر مبنی مذہب کا گویا وزیر مذہبی امور تھا اگر ابراہیمؑ چاہتے تو اسے حکومت میں اعلیٰ ترین عہدہ مل جاتا' والد کا اہم منصب حاصل کرتے۔ سونے اور چاندی کے ڈھیر میں اس کا اوڑھنا بچھونا ہوتا۔ ان تمام دنیوی آسائشوں کو حقارت سے اپنے وحدانیت رب کے عقیدہ پر استقامت سے قائم رہ کر لات ماردی۔ اور اس حالت شرک سے براءۃ کا نعرہ بلند فرماتے ہوئے کہا کہ ''انني بري مما تشركون'' جن ماسوا اللہ کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو میں اس باطل عقیدے میں تم لوگوں کے

ساتھ شراکت سے بیزار ہوں۔ ترغیب و استقامت کے اس پہاڑ کو اپنے عقیدہ بدلنے پر آمادہ نہ کیا۔ تو ترہیب ڈرانے دھمکانے پر اتر آئے۔ راہ حق کے ان مشرک دشمنوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔

**آتش نمرود اور گلستان ابراہیمی:** معزز حضرات! دنیا میں کسی کو عذاب و سزا دینے کے لئے کئی طریقے مروج ہیں مگر ان میں سخت ترین اذیت دینے کی سزا آگ سے جلانے کی ہے، یہی وجہ ہے کہ آگ کے ذریعہ کسی کو تکلیف دینے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: **وعن عبدالله بن عباس قال قال رسول الله ﷺ ان النار لا یعذب بها الا الله (رواه بخاری)** "حضرت عبداللہ بن عباس آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا آگ کی سزا میں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی (کسی کو) مبتلا کرتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ مناسب ہی نہیں کہ وہ ایک انسان کو اس کے جرم کی پاداش میں آگ کی سزا دے کر اس کو جلا ڈالے۔ نمرود کے بدبخت اور کفر و گمراہی کے متوالے ساتھی اس بدترین عذاب کے اذیت ہی کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوۃ میں جنونی بن کر حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے مرتکب ہوئے۔ شر و ضلال پر مبنی مذہب کے غیرت و حمیت میں آ کر بوڑھے، جوان، مرد و زن جنگل سے ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگ گئے۔ لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جمع کر کے اسے آگ لگانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ جو استقامت کے پہاڑ تھے ایسا لگ رہا تھا کہ آگ آسمان کو چھو رہی تھی، شدت حرارت سے آگ کی منصوبہ بندی کرنے والے بھی آگ کے قریب آنے کی جرات نہ کر سکے۔ طے یہ ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ایک منجنیق کے ذریعہ دور سے آگ میں پھینکا جائے۔ اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیلؑ مدد کے لئے پہونچے اور دشمنان اسلام کو آناً فاناً نیست و نابود کرنے کیلئے خدمات پیش کر دیئے۔ اللہ کی ربوبیت کے اقرار کرنے والی عظیم ہستی کی استقامت اور عزم کی حالت ہم جیسے کمزور ایمان والوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ ایسے سخت ترین موقع پر بھی جبرائیلؑ کے تعاون کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میری حالت مجھے پیدا کرنے والے یعنی اللہ کو معلوم ہے میرے لئے اللہ کافی ہے میرے بارے میں جو اللہ کی رضا ہو وہی میری رضا ہے، کفار نے خبث کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کے عظیم سپوت کو آگ کے حوالہ کر دیا۔ دوسری طرف مالک کائنات نے اپنے جلیل القدر بندے حضرت ابراہیمؑ کو بچانے کیلئے آگ سے ان کو جلانے کا وصف سلب کر لیا۔ آگ کی شدید گرمی و حرارت کی اذیت کے مقابلہ میں آگ کا شدید ٹھنڈا ہونا بھی ابراہیمؑ کیلئے ضرر رساں تھا۔

آگ کی اس روایتی گرمی اور ٹھنڈک کی روایتی ٹھنڈک سے بچانے کے لئے رب کائنات نے حکم دیا **قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم** یعنی آگ کو اپنی خاصیت تپش کو ترک کر کے ایسی سرد ہونے کا حکم دیا جس میں سردی بھی اتنی شدید نہ ہو جو اس عظیم المرتبت نبی کے لئے تکلیف کا سامان بن جائے بلکہ گل گلزار بن کر سلامتی کا ذریعہ بن جا۔

حضرت ابراہیمؑ کے عزم و استقامت کا امتحان صرف یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ خواب میں اپنے بڑھاپے کا واحد سہارا

حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے پر فوراً تیار ہوئے۔

**راہ حق پر استقامت:** تفصیلات آپ خطباء حضرات اور واعظین سے عیدالاضحیٰ کے فلسفے کے سلسلے میں سنتے رہتے ہیں۔ قرآں ورسولؐ اور بزرگوں کے الفاظ میں ان واقعات کا ذکر اور سننا صرف قصے' کہانی نہیں بلکہ سب نے کلمہ گو مسلمانوں کو اسلام وایمان کے اقرار کے بعد اس راہ حق پر استقامت اور صبر وشکر کا مظاہرہ کرنا مطلوب ہے۔ تمام انبیاء کو اپنی دعوت کے پھیلانے کے دوران ان کے دشمن پہاڑ بن کر رکاوٹ بننے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ کئی پیغمبروں کو مشرکین کے ناپاک ہاتھوں شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونا پڑا۔ مگر عزم واستقلال سے معموران اولوالعزم انبیاء کے جذبات اور عزائم میں کمی کا تو سوال نہیں بلکہ ظلم وجبر کے زعم میں مبتلا دشمن ریت کی دیوار ثابت ہوکر ان کے سامنے ان کی مصنوعی قوت وکثرت چور چور ہوجاتی۔ حضرت موسیٰؑ کی دعوت تبلیغ وتوحید کے راستے میں فرعون اور اسکے پروردہ سرداروں نے حضرت موسیٰؑ اور اس کے بھائی وقبیلہ کو جن المناک مصائب سے دوچار کیا' تفصیل قرآن وسنت کی روشنی میں علماء کی زبانی اور تاریخ کی کتب میں پڑھ چکے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے عزم وہمت کے سامنے فرعون' اس کے جنگی آلات اور قوت وسطوت سراب ثابت ہوا۔ حضرت موسیٰ فتح مند اور فرعون بمع لاؤ ولشکر بحیرہ قلزم میں غرق ہوکر اس کا ناپاک لاشہ آج بھی عبرت کا سامان بن کر عجائب گھر میں اپنے کافرانہ عقائد پر نوحہ کناں ہے۔

**بعثت کے وقت عرب کے حالات:** عرب کے کفر وگمراہی سے بھرپور خطہ میں گمراہی کے علمبرداروں کے درمیان رحمۃ للعالمین آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ ایک اکیلے شخص کی صورت میں تن تنہا مبعوث ہوتے ہیں۔ دعوت حق کی آوازیں بلند کرتے ہی ہر طرف سے کفار مکہ ہر قسم کی بداخلاقی اور تنگ کرنے پر اتر آئے ایسا کوئی جرم نہ تھا جو ان بدبختوں میں موجود نہ تھا۔ سیرۃ النبی ﷺ کے بیان کے ضمن آپ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت اس مقدس سرزمین کے جہلاء کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی' مختلف مواقع پر آپ سنتے رہتے ہیں۔ چاروں اطراف سے روسائے قریش کی نئی نئی تدبیروں اور سازشوں سے آپ آگاہ ہیں۔ ترغیب وترھیب کے تمام ذرائع استعمال کرتے رہے۔ مگر قرآن مجید جس شخصیت کو اللہ نے اولو العزم من الرسل کے خطاب سے نوازا بے یارومددگار کلمۃ اللہ کی صدائیں بلند کرتے رہے۔ جرم صرف یہی تھا وہ صرف ایک وحدہ لاشریک کی طرف ان کو بلا رہے تھے۔

**کفری طاقتوں کا اتحاد:** یہی وہ وجہ نزاع تھی قریش مکہ کیلئے یہ دعوت ناقابل برداشت تھی' اسی وجہ سے تمام کفری قوتیں اس کی دشمنی میں متفق ہوگئے' جیسے آج تمام دنیا کی غیر مسلم قوتیں اپنے تمام اختلافات جو ان کے درمیان صدیوں سے موجود تھیں' ایک ہی نکتہ اور ایجنڈا پر متحد ہوگئے۔ آپس کے تنازعات بھول کر یہ فیصلہ کرلیا کہ حاشا وکلا اسلام کو دنیا سے مٹانا۔ آپ دنیا کے حالات سے باخبر ہیں کہ کفر کا سرغنہ امریکہ اور نام ونہاد اتحادیوں کے بموں' راکٹوں میزائلوں اور جدید ترین ہلاکت وتباہی پھیلانے والے اسلحہ کا رخ عالم اسلام کی طرف کرکے چند سالوں میں لکھوں

مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا جارہا ہے۔ مسلمانوں کی بدبختی سمجھیں کہ ہر اسلامی مملکت کے حکمرانوں کو بھی ان ظالموں اور جابروں کی سرپرستی حاصل ہوکر یہ اپنے ہی رعایا کی ہلاکت میں ان کی امداد کررہے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آپس میں مشت وگریبان ہوکر کفری ایجنڈے کی تکمیل میں ان کے ممد ومعاون بن رہے ہیں۔ ان کے موجودہ گھٹیا' اسلامی حمیت وغیرت سے خالی پالیسیوں کا غرض ان کے اقتدار کا قائم ودائم رہنا اور ذاتی اغراض ومقاصد ہی ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے اسلام' وغیرت ایمانی ملکوں کی حقیقی خودمختاری کو داؤ پر لگادیا ہے۔ اگر ان نام ونہاد مسلم دنیا کے ارباب اقتدار میں اسلامی نظام کا نفاذ اور اللہ کے حاکمیت اعلیٰ کے عقیدہ پر استقامت سے عمل کرنے کا جذبہ موجود ہوتا تو سوال پیدا نہیں ہوتا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کو افغانستان' عراق' سوڈان' پاکستان وغیرہ میں اسلحہ سے مسلح ہوکر قدم جمانے اور حملوں کی جرات ہوتی۔ معزز حضرات بات ہورہی تھی عزم واستقلال کی۔

**آنحضرت ﷺ کا عزم واستقلال:** تمام جزیرۃ العرب گناہوں میں جل رہا' صرف ایک فرد لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے دعوت کی طرف کھینچ رہا ہے' عقل کی جب مت ماری جائے۔ فائدہ کی بات کو نقصان سمجھنے لگے اپنے تخریبی اور تباہی کے اعمال کی دفاع کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ کو کبھی سونے وچاندی کے خزانوں کی پیشکش کررہے اور کبھی قبیلہ کے معزز خاندانوں میں خوبصورت ترین لڑکیوں کی۔ ان حیلوں سے آنحضرت ﷺ کے استقامت میں فرق نہ آیا' تو گالیاں دینا شروع کردیں' بتدریج چند ساتھی جو دعوت ایمان کے نور سے مشرف ہوچکے تھے' وہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے پر غمزدہ ہوجاتے جن کی تسلی کیلئے رحمۃ للعالمین نے فرمایا: وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ الا تعجبون كيف يصرف الله عنى شتم قريش ولعنهم يشتمون مذمما ويلعنون مذمما وانا محمد (رواه بخاری) حضرت ابوہریرہؓ حضور اکرمؐ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت نہیں ہوتی کہ رب العالمین نے مجھے قریش مکہ کی گالیوں اور لعنتوں سے کیسے محفوظ رکھا۔

وہ قابل مذمت شخص کو گالیاں دیتے ہیں' اور لعنت بھی بھیجتے ہیں جبکہ میں محمد ہوں' یعنی اللہ کا کرم ہے محمد کے معنی وہ شخص جس کی ذات وصفات کی بے انتہاء تعریف کی گئی ہو۔ میرا نام محمد میری ذات کا مظہر ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی لعنتوں اور گالیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

**دین کی خاطر تکلیفیں:** امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو دعوت حق کی راہ میں گمراہوں کو لانے کے دوران ناقابل تصور تکالیف سے گزرنا پڑا دو چار واقعات کے ذکر سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ عزم وہمت کے اس عظیم پہاڑ نے کسی موقع پر استقامت کا دامن نہ چھوڑا بلکہ اس عزم میں مزید مضبوطی آتی رہی۔ طارق بن عبداللہؓ کے بقول حضور اکرم ﷺ سوق ذی المجاز میں گزرتے ہوئے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی اللہ وحدہ لاشریک کو ماننے میں ہے۔ ایک بدبخت آپ کو پیچھے سے مسلسل پتھر ماررہا تھا جس سے حضور کا

جسد مبارک خون آلود ہوا۔ وہ شخص آنحضرت کی اس دعوت کے جواب میں لوگوں کو کہتا رہا **لاتطیعوہ فانہ کذاب** اسکی بات مت مانو (نعوذ باللہ) یہ جھوٹا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ختم الرسل حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گردن میں کپڑا ڈال کر اتنے زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھ کر عقبہ کو دھکا دیا۔ حضرت انسؓ جو آنحضرت ﷺ کی مدت دراز تک خصوصی خادم رہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سرکار دو عالم کو اس شدت سے مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے' ابوبکرؓ بچانے کیلئے آئے تو ان کو چھوڑ کر ابوبکر کو مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ حضرت ابوبکر کا سر زخموں سے لہولہان ہو گیا۔ شقاوت و سنگ دلی میں اس حد کو پہونچ چکے تھے کہ طواف کے دوران بھی آنحضرتؐ کے ساتھ شرافت و حسن سلوک کا معاملہ گوارا نہ کرتے۔

**مشرکین کا توہین آمیز رویہ:** آقائے دوجہان ﷺ خانہ کعبہ کا طواف فرمارہے ہیں' اس دور میں کفار مکہ بھی اپنی محافل سجانے کے لئے خانہ کعبہ کے اردگرد آکر بیٹھ جاتے۔ جب آنحضرت ﷺ طواف میں مصروف ہو جاتے یہ بدبخت آپ ﷺ پر گندے الفاظ پر آوازیں کستے۔ اس بار ایک جگہ عقبہ' ابوجہل اور امیہ بن خلف حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے' پہلی بار جب آپ ان کے سامنے سے گزرے' ان تینوں نے مذاق اور توہین کے لئے غیر مہذب الفاظ آپ کو سنائے۔ دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی جب ان کے قریب سے گزرے اسی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ چہرۂ اقدس میں تغیر آکر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تم ان نازیبا اعمال واخلاق سے باز نہ آؤ گے تو خدا کی قسم تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا' یہ الفاظ فرمانے کے بعد گھر روانہ ہوئے' حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہم نے حضورؐ کی زبان سے نکلا ہوا گفتہ دیکھ لیا کہ رب العزت نے ان کو ہمارے ہاتھوں سے ذبح کروادیا۔

محترم حضرات ان کفاروں کے حضورؐ کو پہنچاتے ہوئے اذیت ناک واقعات کی عظیم داستان و فہرست اس مختصر مجلس کے دوران بیان کرنا تو ممکن نہیں بلکہ ان تمام مصائب کا جس عزم و استقلال کا سامنا کر کے اپنے موقف کو پھیلایا اور حق ثابت بھی کر دیا اس کی مثال دنیا میں کوئی اور فرد میں ملنا ناممکن ہے۔ انہی سخت ترین حالات کا سامنا حضورؐ کے جلیل القدر صحابہ کو کرنا پڑا۔ جنہیں سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' ان واقعات کا بیان ان شاء اللہ آئندہ کرنے کی کوشش کروں۔ آخر میں صرف یہی عرض ہے کہ اس عظیم ہستی نے اپنے اس مقدس ٹولہ صحابہ کو راہ حق پر صبر و استقامت سے رہنے کی کس طرح تلقین کی۔ امام بخاری حضرت بیان اور حضرت اسماعیل کا ایک روایت نقل کر رہے ہیں' جس میں انہوں نے حضرت قیس کے ذریعہ سے حضرت خباب کا سوال اور آنحضرت ﷺ کا صبر و استقامت سے بھرا جواب اس دور کے بے ہمت مسلمانوں کے لئے عبرت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے:

**سمعنا قیسا یقول سمعت خباباً یقول اتیت النبی ﷺ وھو متوسداً بردہ وھو فی ظل الکعبة ولقد لقینا من المشرکین شدة فقلت الاتدعواللہ فقعد وھو محمر وجھه فقال لقد کان**

من قبلكم يمشط بمشاط الحديد مادون عظامه من لحم او عصب مايصرفه ذالک عن دينه ويوضع المنشار على مفرق رأسه فيشق باثنين مايصرف ذالک عن دينه وليتمن الله هذا الامر حتیٰ يسير الراكب من صنعا الى حضر موت مايخاف الا الله الخ

ترجمہ: میں نے حضرت خباب سے سنا (کفار کے اذیتوں سے تنگ آ کر) کہ وہ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؐ خانہ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں کرتے مشرکین مکہ سے ہمیں شدید مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (میرے اس کہنے پر) آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں (مسلمانوں پر اس طرح مظالم ڈھائے گئے کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہونچایا گیا (کفار کا یہ بدترین سلوک بھی انہیں ان کے دین سے نہ روک سکا) کسی کے سر کے درمیان آراء رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے (ایسا معاملہ سے بھی ان کے دین کے بارہ میں استقامت میں کمزوری نہ آسکی) اس دین حقہ کو اللہ تعالیٰ خود ہی کمال وتمام تک پہونچائے گا کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا۔ راستہ میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خطرہ وخوف نہ ہوگا۔

**صحابہ کی قربانیوں کا ثمرہ:** محترم حاضرین! اسلام پھیلتا گیا صبر واستقامت کا نتیجہ تھا کہ حضور کی یہ پیش گوئی دوسو فیصدی سے بھی زیادہ سچی ثابت ہوئی‘ ہر طرف امن وامان کا دور دورہ تھا۔ آج ہم اسلام کے سربلندی کے لئے حقیر سی قربانی بھی پیش نہیں کر سکتے حالانکہ وعن معصب بن سعد عن ابيه قال قلت يا رسول الله اىّ الناس اشد بلاء قال الانبياء ثم الامثل فا لامثل يبتلى الرجل على حسب دينه فان كان فى دينه صلباً اشتد بلاء وان كان فى دينه رقة ابتلى على قدر دينه فما يبرح البلاء باالعبد حتى يتر كه يمشى على الارض وما عليه خطيئة (ترمذى) ترجمہ: حضرت سعدؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا (روئے زمین پر) کون لوگ ہیں جن کو اس دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف پہونچائے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا انبیاء پھر وہ جو انکی مثل ہو۔ پھر وہ جو ان کی مثل ہو (یعنی اطاعت الٰہی اور سنت رسول میں) ہر آدمی اپنے دین کی حیثیت کے موافق مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے‘ اگر وہ اپنے دین پر سختی سے قائم ہے بلا اور مصیبت بھی زیادہ اور سخت ہوگی اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے‘ اپنے دین کے مطابق بلا میں مبتلا ہوتا ہے اس سختی اور مصائب کے نتیجہ میں یہ شخص ایسا صاف وستھرا زمین پر چلنے والا فرد ہوتا ہے کہ اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں‘ معلوم ہوا دین کی راہ میں رکاوٹوں کا سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والوں کے گناہ اللہ مٹا کر درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کے مقام تمام مخلوقات میں بلند ہیں۔ اسلئے ان کو بہ نسبت عام لوگوں کے تکالیف سے بہت زیادہ گزرنا پڑا۔ آیت کریمہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کیلئے جو بشارتیں دی گئیں‘ ان شاء اللہ اگلے جمعہ عرض کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو دین متین کی راہ میں پیش آنے والے مشکلات کی راہ میں عزم‘ ہمت اور استقامت سے مالا مال فرمادیں۔